افسانہ

میں اور ڈاکٹر میشا

ڈیئر ماڈریٹرز ناصر گوندل، حامد بھائی، ڈاکٹر مراد اور سارے N28 کے دوستو! ''میں اور ڈاکٹر میشا'' ہمارے گروپ کی سلور جوبلی کے پس منظر میں لکھی گئی ایک کہانی ہے۔ اس میں ڈاکٹر میشا کے علاوہ سارے کردار اصلی ہیں، محل وقوع بھی اصلی ہے۔ حالات وواقعات خیالی ہیں، چونکہ سارے کردار اصلی ہیں اسی لیے میں نے ضرورت کے حساب سے کافی دوستوں کا اصل نام بھی استعمال کیا ہے۔ اس میں کسی کی بھی دل آزاری ودل شکنی مقصود نہیں۔ یہ تو بس ایک کوشش ہے، اُن جذبوں کو ہوا دینے کی جو ہمارے اندر کہیں سو نہ گئے ہوں۔ 25 سال بعد ہم جو اس وقت اس گلوب پر ہیں اور زندہ ہیں شاید اسے پڑھ کر کچھ revived محسوس کریں اور ہماری یہ خواہش بے لگام ہو جائے کہ ہم سب نے 25-24-23 دسمبر کو نشتر کالج ضرور آنا ہے اور یہی ہم سب کی، ہمارے ماڈریٹرز کی اور کمانڈر شکیل بیٹی کی شدید خواہش ہے۔ اگر اس تحریر میں کوئی کوتاہی ہو تو پیشگی معافی کا خواستگار ہوں اور اگر اچھا لگے تو comments ضرور دیجئے گا کیونکہ جب میں اس کا کتابچہ چھپواؤں گا تو یہ comments میرا سرمایہ ہوں گے

سلیم اقبال

میں اور ڈاکٹر میشا

آج 23 دسمبر 2010ء ہے، سلور جوبلی کا پہلا دن۔ میں کل ہی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ یہاں ملتان پہنچا تھا۔ میرے ایک پرانے دوست ڈاکٹر ارشاد جو میرے ساتھ جنرل ہسپتال لاہور میں Anaesthatist تھے، بہت زیادہ insist کر رہے تھے کہ میں ہوٹل میں نہیں بلکہ ان کے گھر میں رہوں۔ میں پچھلی کچھ راتوں سے ٹھیک طرح سو نہیں پا رہا تھا لیکن رات مجھے بالکل نیند نہیں آئی۔

آج صبح ناشتے کی میز پر سب نے محسوس کیا میری آنکھوں میں سرخی تھی اور آواز میں بوجھل پن تھا۔ ڈاکٹر ارشاد مجھے چھیڑ رہے تھے کہ شاید آج کوئی پرانی وارداتِ قلبی renew ہونے جا رہی ہے اور میری بیوی کو بار بار کہہ رہے تھے کہ وہ ان تین دنوں میں مجھے KUO رکھے اور مجھ پر خاص نظر رکھے اور مجھے تنہا ادھر ادھر نہ ہونے دے۔ میری بیوی نے کہا کہ مجھے ان کی نگرانی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جو وارننگز میں نے انہیں دی ہوئی ہیں، وہ تو کوئی بے وقوف ہوگا جو ایسی حرکت کرے گا۔ یہ بیویاں بھی عجیب شے ہوتی ہیں، شروع میں شوہر سے غیر مشروط پیار کرتی ہیں اور پیار مانگتی بھی ہیں۔ پھر جب بچے ہو جاتے ہیں تو پیار کو بچوں سے مشروط کر لیتی ہیں اور جب عمر کچھ اور گزرتی ہے تو شوہر کے midlife crises کے ڈر سے شوہر نے جو کچھ assets بنائے ہوتے ہیں اسے اپنے نام کرانے سے پیار کو مشروط کر لیتی ہیں اور اس طرح ساری زندگی پیار کو تقسیم کرتی رہتی ہیں۔ جبکہ شوہر بے چارے کی ساری زندگی یہ خواہش رہتی ہے کہ بیوی پیار کو تقسیم نہ کرے بلکہ ضرب دے۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ آج 23 دسمبر ہے اور سلور جوبلی کا پہلا دن۔ مجھے نیند نہ آنے کی وجہ میری بے چینی ہے اور بے چینی کی وجہ two fold ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم تمام کلاس فیلوز 25 سال بعد اکٹھے ہو رہے ہیں، نیچرل ہے، ان سے ملنے کی کسک تو ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ ان کلاس فیلوز میں "ڈاکٹر میشا" بھی ہوگی۔ میشا میری کلاس فیلو تھی۔ اس کی میری پہلی ملاقات تب ہوئی تھی جب فرسٹ ایئر شروع ہونے کے تیسرے دن کالج گراؤنڈ میں فورتھ ایئر نے فولنگ کرتے ہوئے ہمیں ٹرین بنایا ہوا تھا۔ آگے آگے جاوید بھائی (تانگوں والے) تھے اور ان کے منہ میں سگریٹ دے کر انجن کا concept لیا گیا تھا۔ پیچھے یعقوب، شکیل بیلٹی، میں، ناصر گوندل، رانا ظفر، شاہد حامد، یونس، اے بی اور دوسرے لڑکے تھے۔ آخر میں خواجہ صاحب جو کہ ڈے سکالر تھے اور تھوڑے موٹے بھی تھے کو لاسٹ بوگی کے طور پر لگایا ہوا تھا۔ جاوید بھائی (تانگوں والے) کو ٹی ٹی بنایا ہوا تھا کہ وہ شروع ہی سے تیز تھے اور ٹکٹ چیک کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ہمیں ٹرین بنے ہوئے ابھی دس منٹ ہی ہوئے تھے کہ سامنے کچھ لڑکیوں کے ہنسنے کی آواز آئی۔ وہ سامنے کوریڈور میں تھیں اور ہماری ہی کلاس فیلوز تھیں اور ہمیں دیکھ کر ہنس رہی تھیں۔ ان میں میشا بھی تھی۔ یہ میشا سے میری پہلی ملاقات تھی۔ اس ملاقات کا مجھے صرف اتنا حصہ یاد ہے کہ میشا کو دیکھنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں ایم بی بی ایس ضرور کروں گا اور یہ کہ فورتھ ایئر ہمیں شام تک ٹرین بنائے رکھے تا کہ میشا میرے سامنے رہے۔ میشا سے میری آخری ملاقات العین (UAE) میں آج سے بارہ سال پہلے ہوئی تھی۔ جہاں "العین ہسپتال" میں وہ گائنی اور میں یورالوجی میں سپیشلسٹ کے طور پر کام کر رہا تھا۔ اس آخری ملاقات میں اس نے باقی باتوں کے علاوہ اس پہلی ملاقات کا ذکر بھی کیا تھا اور اس کا آخری فقرہ مجھے آج تک یاد ہے کہ "ہمارے تمہارے درمیان اب کچھ نہیں رہ گیا سلیم، کہ ہم ایک دوسرے کو ملیں یا یاد کریں۔ اب تو شاید کوئی "ری یونین" ہی ہمیں دوبارہ ملا سکے"۔ اور آج وہی "ری یونین" ہے اور میں نے بیلی سے کنفرم کیا ہے کہ میشا سلور جوبلی میں آ رہی ہے۔

میشا اور میرا تعلق تھوڑا مختلف رہا۔ یہ تعلق ظاہری عشق و محبت کے اس وقت کے اور even آج کے دور کے parameters پر شاید پورا نہ اترتا ہو لیکن میں یہ سو فیصد یقین کے ساتھ کہنے کو تیار ہوں کہ اس تعلق میں سچائی کا عنصر غالب تھا۔ ہم جتنا عرصہ بھی اکٹھے رہے جذبوں کی سچائی کو محسوس کیا، اس سے لطف اندوز ہوئے اور انہیں own کیا۔ آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہوگی کہ میشا اور مجھے قریب ہونے میں کوئی لمبی چوڑی دیر نہیں لگی، دوسری ملاقات میں ہی ہم ایک دوسرے کو اتنے قریب سمجھنے لگے تھے کہ شاید صدیوں سے ہم ایک دوسرے کو جانتے ہوں اور ایک دوسرے کے عادی ہوں۔ ہماری دوسری ملاقات پہلی ملاقات کے چھ ماہ بعد ہوئی اور وہ یقیناً ایک خوبصورت اتفاق تھا۔ ان چھ ماہ میں ہم لیکچرز میں "Dissection Hall" میں" بائیو اور فزیالوجی لیب میں ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے تھے اور کبھی کبھی سلام وغیرہ کی نوبت آ جاتی تھی لیکن کبھی کوئی تفصیلی گفتگو نہیں ہوئی۔ ایک دن مجھے میرے ایک سینئر دوست ڈاکٹر اسلم محمود کا فون آیا، (شام کو ہاسٹل میں) کہ تم فوراً وارڈ آؤ تمہارے لیے سرپرائز ہے۔ وہ ان دنوں تھرڈ میڈیکل یونٹ کا رجسٹرار تھا۔ میں اسی وقت ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں ہی وارڈ چلا گیا۔ وہ رجسٹرار آفس میں بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ میشا اور اس کا چھوٹا بھائی بھی بیٹھے تھے اور چائے پی رہے تھے۔ میں نے ڈاکٹر اسلم کو میشا کے بارے میں اپنی feelings بتائی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر اسلم نے میرا تعارف میشا اور اس کے بھائی سے کرایا۔ میشا مسکرائی، تھوڑی پریشان لگ رہی تھی، ڈاکٹر اسلم نے بتایا کہ میشا کے والد آج ایمرجنسی میں داخل ہوئے ہیں (T.I.A) کا خدشہ تھا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ بہتر ہے اور دو تین دن میں ڈسچارج ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ڈاکٹر اسلم میشا کے بھائی کے ساتھ پرائیویٹ روم میں چلے گئے اور میں اور میشا وہاں اکیلے تھے اور پھر وقت کا پتا ہی نہ چلا، پورے تین گھنٹے ہم وہاں رہے۔ ہر موضوع پر بات ہوئی، میشا نے بتایا کہ اس دن جب تم ٹرین میں انجن کے بعد چوتھے نمبر پر تھے اور جینز تم نے اچھی پہنی ہوئی تھی، شرٹ اگرچہ اتنی اچھی نہیں تھی۔ تو میں مذاق میں سب لڑکیوں سے کہہ رہی تھی کہ دیکھو وہ چوتھا ڈبہ پینڈولنگ رہا ہے، شاید سیدھا دیہات سے اٹھ کر نشتر کالج آ گیا ہے۔ پھر تم کلاس میں بھی نظر آتے تھے اور میں نے یہ محسوس کیا کہ ان چھ ماہ میں تم مجھے دیکھ کر سہم یا ڈر جاتے تھے۔ تم نے کبھی سلام کے بعد دوسری بات بھی نہیں کی، میں نے پھر بتایا کہ یہ تمہارا رعب

حسن تھا شاید یا کوئی اور جذبہ کہ جو مجھے ڈراتا تھا کہ کہیں بے عزتی نہ ہو جائے۔ پھر میں نے میر کا شعر سنایا کہ:

دور بیٹھا غبارِ میرؔ ان سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

وہ کافی ہنسی اور کہا کہ اچھا تم نے پہلی ملاقات میں ہی مجھے یہ بھی بتا دیا کہ تم مجھ سے عشق کرتے ہو، بڑے بولڈ ہو، مجھے پسند ہیں ایسے لوگ۔ پھر ہم باقی تین گھنٹے بہت سارے موضوعات پر بات کرتے رہے۔ وہ لاہور سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کے والد ہائی وے میں ایکسین تھے اور آج کل ملتان posted تھے۔ اس دوسری ملاقات کے کافی سالوں بعد جب ہم کافی close ہو گئے تھے تو میں نے ایک بار بیشا سے پوچھا کہ تمہارے خیال میں کیا وجہ تھی کہ ہم اس ملاقات کے بعد ہی اتنے قریب ہو گئے کہ پتا ہی نہ چلا کہ اس سے پہلے ہم بالکل اجنبی تھے۔ اس نے بتایا کہ محبت کی جس تھیوری کو میں مانتی ہوں اس کے مطابق اس جذبے پر ہمارا اختیار ہی نہیں تو میں یا تم کیوں کر اس کو resist کر سکتے۔ پھر اس نے بتایا کہ میں نے یونان کی دیوی دیوتاؤں والی ایک کتاب میں "محبت کا روحانی نظریہ" (Soul Theory of Love) کے نام سے پڑھا تھا کہ انسان کی پیدائش سے پہلے ساری روحیں آسمان پر عالمِ ارواح میں جب ہوتی ہیں تو وہاں مختلف علاقوں میں رہتی ہیں۔ جب کسی دن پوری دنیا میں جتنے لوگوں کی پیدائش ہونی ہوتی ہے تو ان روحوں کو وہاں سے دنیا کے مختلف حصوں میں بھیج دیا جاتا ہے اور وہ پوری دنیا میں بکھر جاتی ہیں اور مختلف اجسام میں چلی جاتی ہیں اور پھر وہ ساری زندگی ایک دوسرے کو ڈھونڈتی رہتی ہیں اور جب بھی وہ جسم سامنے آتے ہیں تو ان میں مطابقت ہونے اور قربت ہونے میں کوئی خاص دیر نہیں لگتی۔ مجھے اس کی یہ تھیوری بڑی بھلی لگی۔ اس نے بھی مجھ سے پوچھا کہ تمہارے خیال میں ہم اتنے قریب کیسے ہو گئے، اتنی جلدی؟ میں نے کہا کہ میں تو سیدھا سادھا دیہاتی آدمی ہوں، پہلے دن ٹرین بنے ہوئے تمہیں ہنستے دیکھا اور اس دن کے بعد ہی میں نے باقاعدگی سے شام کو مغرب کے بعد ہاسٹل کی جامع مسجد میں مولانا اسلم صاحب کے درس پر جانا شروع کر دیا اور دعا کے وقت ایک ہی دعا مانگا کرتا تھا۔ مولانا اسلم صاحب ایک انتہائی نیک بزرگ تھے، پتہ نہیں کس وقت قبولیت کا لمحہ آ گیا کہ تم سے ملاقات ہوئی اور ہم قریب آ گئے۔ وہ کافی محظوظ ہوئی اور تھوڑے تردد کے ساتھ کہا کہ کیا محبت میں مذہب کو درمیان میں لانا چاہیے؟ میرا مطلب یہ کہ مجازی چیزیں دعا میں مانگنا جائز ہیں؟ میں نے کہا کہ میں نے کوئی مجازی چیز نہیں مانگی، میں تو یہ مانگتا تھا کہ اے اللہ مجھے جذبوں کی سچائی عطا فرما، وہ شاید تم میں ہی تھی کہ تم مجھے ملیں۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ بیشا اور میرا تعلق ذرا مختلف تھا۔ اب دیکھیں نا، ہم تقریباً چھ سال نشتر میں کلاس فیلوز رہے، اس کے بعد دونوں نے جنرل ہسپتال لاہور میں ہاؤس جاب کی اور پوسٹ گریجویشن بھی وہیں سے کی۔ تقریباً پانچ سال جنرل ہسپتال لاہور رہے۔ ہم دونوں اپنے اپنے شعبوں میں پوسٹ گریجویشن کر کے سینئر رجسٹرار کے طور پر کام کر رہے تھے کہ UAE میں ایک چانس ملا اور پھر ہم دونوں نے select ہو کر "العین ہسپتال"، العین (ابوظہبی) میں تقریباً دو سال اکٹھے کام کیا۔ بیشا کو جنرل ہسپتال لاہور میں جاب کرانے اور العین ہسپتال میں جاب دلانے کا بھی میں ہی ذمہ دار تھا۔ یعنی تقریباً 13 سال ہم اکٹھے رہے۔ ان 13 سالوں میں ہماری families بھی آپس میں دو تین بار ملیں۔ بیشا اور میں تنہا ڈیٹ پر بھی گئے لیکن تعلق کی نوعیت define نہ ہو سکی۔ ڈیٹ پر وہ ہمیشہ مجھے ایک خاص حد سے آگے نہ بڑھنے دیتی تھی۔ Kiss اور Hug ہم والہانہ کرتے تھے لیکن وہ مجھے sex کی طرف بڑھنے سے ہمیشہ سختی سے روکتی تھی۔ ایک دفعہ میں کافی upset ہوا اور میں نے کہا کہ اس طرح تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔ میں ایک مرد ہوں اور over-sexed اور emotional بھی ہوں۔ تم مجھے روکتی کیوں ہو۔ اس کا جواب وہ ہمیشہ یہی دیتی کہ تم مرد ہو، تمہارے emotions کو میں مانتی ہوں لیکن یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ اگر ہم نے یہ تعلق بنایا تو پھر میرے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ میں تمہیں پھر نہیں چھوڑوں گی، تم بھاگنا بھی چاہو گے تو تم مجھ سے بھاگ نہ پاؤ گے۔ کیا تم یہ سب کچھ زندگی کی اس stage پر afford کر سکتے ہو۔ یقین کریں کہ یہ سن کر میں ہمیشہ ڈر ہی جاتا تھا۔ میرے domestic issues ان دنوں کچھ ایسے تھے کہ میں اس سے کوئی لانگ ٹرم کمٹمنٹ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ میں بھی اس سے ہمیشہ یہ پوچھتا تھا کہ جب میں تم سے کوئی کمٹمنٹ کر ہی نہیں سکتا تو تم کیوں مجھ سے جڑی ہو اور کیوں اکیلے میں بھی ملنے آتی ہو۔ اس کا ہمیشہ یہ جواب ہوتا تھا کہ میں تمہاری فیملی پرابلمز کو جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تم جھوٹ نہیں بول رہے ہو۔ میں شاید اس وقت کا انتظار کر رہی ہوں کہ جب تم free ہو جاؤ گے ان مسائل سے اور پھر میں دیکھوں کہ تم میرے ساتھ کیسے behave کرتے ہو؟ اس نے مزید کہا کہ پتہ نہیں کیوں میں ان سچے جذبوں کے انجام کو خود سے experience کرنا چاہتی ہوں اور اگر ان کا انجام اچھا نہ بھی ہوا تو پھر بھی میں نے اپنے اور تمہارے تعلق کے ان سالوں میں جو کچھ gain کیا ہے۔ اسی کے سہارے میں اپنی باقی طبعی عمر گزار سکتی ہوں۔ پھر اس نے مزید کہا کہ تمہیں پتہ ہے کہ ہم لڑکیاں تم لڑکوں میں کیا دیکھتی ہیں اور کیا سوچتی ہیں؟ ہمارے لیے تم لڑکوں کی شکل وصورت کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی۔ ہم لڑکیاں تم لڑکوں کو As A Whole دیکھ رہی ہوتی ہیں اور پھر ہماری محبت بھی All or Non Law کے تحت ہوتی ہے، یا ہے یا نہیں ہے، درمیانی راستہ کوئی نہیں۔ جب میں تم سے کسی دن kiss اور hug کرتی ہوں تو اس کا نشہ اگلے کئی دن میرے جسم میں رہتا ہے اور اگلی ڈیٹ تک میں hang-over میں رہتی ہوں۔

میں 23 دسمبر کی صبح کا ہی ذکر کر رہا تھا، ناشتے کے بعد میں ڈاکٹر ارشاد کے backyard میں آ گیا تھا، ہلکی ہلکی دھوپ نکلی ہوئی تھی اور کافی بھلی لگ رہی تھی۔ پرانے مناظر اور واقعات کی سلائیڈ میرے دماغ پر ایک ملٹی میڈیا کی طرح چل رہی تھی۔ بیشا میں بہت ساری خوبیاں تھیں، وہ out-spoken تھی، فوراً

react کرتی تھی اور بڑی سے بڑی بات بھی بڑے آرام سے اور جلدی کہہ دیتی تھی۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ بابا گلزار کے لیکچر کے بعد مجھے لیکچر ہال کے باہر ملی اور کہا کہ پروفیسر گلزار کے آفس میں اوپر جانا ہے۔ سارے لڑکے ان سے کافی ڈرتے تھے اور کافی رعب تھا ان کا۔ میں نے کہا کیا کہنا ہے؟ بولی تمہیں نہیں پروفیسر گلزار سے بولنا ہے اور خاموشی سے میرے ساتھ چلو۔ ہم دونوں اوپر ان کے آفس گئے، حسب معمول وہ کافی سنجیدہ اور تھکے ہوئے لگ رہے تھے۔ یشا نے چھوٹتے ہی ان سے کہا کہ سر آپ لیکچر میں ذرا آہستہ بولا کریں، ہم آپ کے نوٹس لکھ نہیں پاتے۔ پروفیسر گلزار ایک منٹ کے لیے خاموش رہے، پھر مسکرائے اور کہا بی بی آپ conception کی کوشش کیا کریں، نوٹس لکھنے پر ٹائم ضائع نہ کیا کریں۔ باہر آئی تو کافی گرم تھی اور کہہ رہی تھی کہ یہ کوئی بات ہوئی۔ میں نے کہا تمہارے بارے میں پروفیسر چغتائی ٹھیک کہتے ہیں کہ ''It is not your fault''، وہ بڑی تلملائی۔ پروفیسر چغتائی سرگودھا بورڈ والی کی کافی کٹ لگایا کرتے تھے اور یشا سرگودھا بورڈ سے پڑھی ہوئی تھی کیونکہ ان دنوں اس کے والد وہاں posted تھے۔ پھر جب فرسٹ پروفیشنل میں میری فزیالوجی میں سپلی آئی تو یشا ہاسٹل کے گیٹ پر ہی آ گئی۔ نوکر میرے کمرے میں بتانے آیا کہ یشا بی بی آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ میں فوراً دوڑتا ہوا باہر آیا تو دیکھا کہ رونے والی ہوئی تھی اور چھوٹتے ہی کہا کہ میری وجہ سے تمہاری سپلی آئی ہے اور بابے گلزار نے تمہیں viva میں فیل کر دیا ہے کیونکہ تم میرے ساتھ ان کے آفس گئے تھے۔ میں اس وقت psychological trauma سے کافی باہر آ چکا تھا۔ میں نے کہا نہیں یہ بات نہیں ہے، میرا ایک question ڈراپ ہوا تھا۔ وہ بولی کونسا؟ میں نے شرارتاً کہا وہ تمہارے ''All or Non Law'' کے متعلق تھا۔ وہ کافی سٹپٹائی اور پھر مسکرائی کہ تم باز نہیں آؤ گے اور یہ خوشخبری دی کہ بابا گلزار ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔ سپلی میں تمہارا viva پروفیسر مشتاق لیں گے، تم بھی خوش ہو جاؤ۔ ایک دفعہ فارماکالوجی کے لیکچر کے بعد تو اس نے حد ہی کر دی۔ ہوا یہ کہ زیدی صاحب کا لیکچر شروع ہوا، ابھی لیکچر شروع ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ قصوری نے جو کہ اپنے چھوٹے قد کا فائدہ لیتا تھا' زور سے آواز لگائی ''ٹولو''۔ ٹولو زیدی صاحب کی چھیڑ تھی، بس پھر کیا ہونا تھا، پورے لیکچر تھیٹر میں سناٹا چھا گیا۔ پہلے زیدی صاحب لڑکے کو ٹریس کرتے رہے، ناکامی پر ساری کلاس کو اپنی طرف متوجہ کر کے یہ آیت پڑھی: ''وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ''۔ جب تعز کہا تو اشارہ اپنی طرف اور جب تذل کہا تو اشارہ کلاس کی طرف کیا اور آگے لڑکیاں بیٹھی ہوتی ہیں۔ بس جی پھر کیا ہونا تھا، لیکچر کے بعد یشا نے کہا میں نے آئندہ فارماکالوجی کا لیکچر نہیں لینا۔ زیدی صاحب کو آیت کا حوالہ دے کر ہمیں ذلیل کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ کافی غصے میں تھی۔ میں نے کہا کہ باقی ساری لڑکیاں نارمل ہیں، تم غصے میں کیوں ہو۔ کہتی تھی کہ مجھ سے نہیں برداشت ہوتی غلط بات۔ بڑی مشکل سے منایا اور وہ بھی پرانی شرطوں پر۔ جب یشا روٹھ جاتی تو صرف دو شرطوں پر ہی مانتی تھی۔ پہلی یہ کہ بابے ہٹلر کی بھرجی کھلاؤ مجھے اور میری روم میٹ کو اور دوسری شرط یہ کہ قمر بھائی کے قاسم ہال کے میس کا فارنرز والا کھانا جو کہ زیادہ تر سفید چاول اور کری وغیرہ ہوتا تھا' وہ کھلاؤ۔

ہمارے لڑکوں کے ہاسٹلز کے بارے میں اسے کافی اندر کی باتیں پتہ ہوتی تھیں۔ ایک دن ہم ڈیٹ پر تھے تو مجھے کہتی ہے کہ تم لڑکے اپنے ہاسٹل میں کیا کرتے رہتے ہو؟ Play Boy اور Pant House میگزین تمہارے ہاسٹلز کے سارے کمروں میں گردش کرتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ یہ میگزین جب ہاسٹل میں داخل ہوتے ہیں تو نئے چمکیلے ہوتے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد جب باہر نکلتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے دس سال پرانے میگزین ہوں۔ تم لوگ میگزین کو بھی نہیں بخشتے۔ ہنوں کے چھجے سے VCR منگوا کر تم porn دیکھتے ہو اور گروپ کی شکل میں سٹیزن سینما جا کر porn چلواتے ہو۔ میں نے کہا تم کوئی انٹیلی جنس میں ہو گیا، جو یہ ساری باتیں تمہیں پتہ ہیں۔ کہتی ہے نہیں، یہ میری ہاسٹل میٹس کو تمہارے لڑکے ہی بتاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ جب ہم لبرلز کی طرف ایک excursion پر موہنجوداڑو جا رہے تھے تو راستے میں ٹرین جب سہون شریف پر رکی تو سٹوڈنٹس نے شرارت کرتے ہوئے دو بکرے پکڑ کے اپنی بوگیوں میں لاد دیئے اور پھر وہاں پہنچ کر پہلا ڈنر ان کے گوشت کے پکے ہوئے سالن سے کیا۔ یشا نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ بڑی مشکل سے میں نے ناصر گوندل اور یثرب تنویر گوندل کو راضی کیا کہ وہ ''وڈے پا'' کو لے کر آئیں اور یشا کو بتائیں کہ ان بکروں کی payment کر دی گئی تھی، تب ''وڈا پا'' خود آیا اور بتایا تو وہ کھانا کھانے پر راضی ہوئی۔

گیتی اور وقار کا ایک couple ہوا کرتا تھا، وہ دونوں ہر وقت پورے نشتر کالج و ہسپتال کے مختلف کوریڈورز میں، کینٹین میں، پلاٹوں میں غرض ہر جگہ ساتھ ساتھ ہوتے تھے۔ ان کو دیکھ کر یشا بہت تپ کھاتی تھی۔ کہتی تھی یہ دونوں مجرم ہیں، محبت کی تذلیل کرتے ہیں، عشق اور تعلق کی نمائش نہیں ہونی چاہیے۔ یہ تو ایک دلوں میں سلگنے والی لَو ہے، اسے گرد و پیش کے تھپیڑوں سے بچانا چاہیے۔ وہ ہمیشہ کہتی تھی کہ میں گیتی اور وقار کو محبت کے مراثیوں سے زیادہ کچھ اور نام نہیں دوں گی۔ العین میں جب ہم اکٹھے تھے تو مجھ سے اکثر پوچھا کرتی تھی کہ کیا بنا گیتی اور وقار کا؟ مجھے بھی ان کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔

میں تصور جاناں میں غرق تھا اور خیالات کا سلسلہ تھا کہ تھمتا ہی نہیں تھا کہ ایسے لگا کہیں دور سے کوئی آواز مجھے واپس بلا رہی ہے۔ پھر کسی نے مجھے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بلایا کہ آپ نے نشتر نہیں چلنا......؟ آپ کی سلور جوبلی کی inaguration کے وقت میں صرف دو گھنٹے رہ گئے۔ تین بجے فنکشن شروع ہونا تھا، چونکہ families بھی invited تھیں اس لیے میری بیوی بچے ساتھ تھے۔ میرا بڑا بیٹا autistic تھا اور اسے یہ نیا ماحول بالکل پسند نہیں آ رہا تھا۔ اسے میں نے بھابھی کے پاس چھوڑا اور میں، میری بیوی اور چھوٹا بیٹا دانش میرے ساتھ تھے۔ ہم ٹھیک پونے تین بجے آڈیٹوریم پہنچے۔ ساری families آپس میں گھل مل گئیں۔ کمانڈر شکیل لیـــــــٹے چمک رہا تھا، ہمارے فورم کے

ماڈریٹرز ناصر گوندل، حامد بھائی، ڈاکٹر مراد اکٹھے نظر آئے۔ نصر بھائی، ڈاکٹر یعقوب، شاہد حامد، مشتاق راتھر، پرنس نجیب، حافظ حبیب اکٹھے نظر آئے۔ پرنس نجیب کی بیوی کی میری بیوی کے ساتھ سعودی عرب سے ہی پرانی دوستی تھی، وہ دونوں کافی عرصہ بعد مل کر بہت خوش تھیں۔ عمران عطا، علی اکبر گھمن، حامد نواز کھوکھر سے فوراً اچھی والی ملاقات ہوئی۔ All of sudden پروفیسر مظفر لطیف گلِ پورے طمطراق کے ساتھ پنڈال میں تشریف لائے اور "فوراً عام لوگوں سے گھل مل گئے"۔ پروفیسر اعجاز اور جاوید بھائی (کانوں والے) اکٹھے نظر آئے، اُن سے تفصیلی ہیلو ہائے ہوئی، ڈاکٹر اے بی اور یونس میرے روم میٹ رہے تھے وہ میرے ساتھ ہی بیٹھ گئے لیکن میری نظریں کچھ اور تلاش کر رہی تھیں۔ اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا کہ شاید کوئی کافی دیر سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ مجھے جسم میں کوئی ایسی تبدیلی محسوس ہوئی کہ جیسے کوئی برقی لہر کوند گئی ہو۔ میں نے بے چینی سے ادھر ادھر دیکھا تو کسی سے میری آنکھیں ملیں، وہ سائیڈ میں تیسری قطار میں بیٹھی تھی۔ فہیم اس کے ساتھ تھا، ایک بیٹا اور بیٹی بھی ساتھ تھے۔ کافی تبدیل ہوگئی تھی۔ چہرے پر Grace ویسے ہی تھی۔ مجھے دیکھ کر مسکرائی اور مجھ سے اشارے سے پوچھا کہ ہم ادھر آجائیں......؟ میں نے اثبات میں سر ہلایا، وہ فہیم اور اپنے بچوں کے ساتھ اُٹھ کر آئی اور میری بیوی کے ساتھ والی جگہ پر بیٹھ گئی اور فہیم میرے ساتھ بیٹھ گیا۔ میں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ یہ ڈاکٹر میشا ہے۔ میری بیوی بڑی خندہ پیشانی سے اسے ملی کیونکہ اسے میشا کے بارے میں پتہ تھا اور اسے یہ بھی پتہ تھا کہ میں اپنی ساری رام کہانی قلمبند بھی کر رہا ہوں۔

فہیم سے میری ملاقات ایک ہی بار ہوئی تھی۔ جب میشا اور میں "العین ہسپتال" میں کام کر رہے تھے تو ایک دن مجھے میری بڑی بہن کا لاہور سے فون آیا۔ وہ مجھے کہہ رہی تھیں کہ میں نے ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کا رشتہ دیکھا ہے، اس لیے تم اس weekend پر لاہور آجاؤ۔ میں یہ سوچ کر گھر سے نکلا کہ آج میشا کو یہ بتاؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ وہ کیسے react کرتی ہے۔ دوپہر کو lunch breack میں جب میں میشا کو ڈھونڈتا ہوا اس کے وارڈ گیا تو ڈیوٹی نرس نے بتایا کہ وہ اپنے کسی گیسٹ کے ساتھ باہر لابی میں بیٹھی ہے۔ میں لابی میں گیا تو میشا ایک آدمی کے ساتھ لابی میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ میشا نے مجھے بتایا کہ یہ فہیم ہیں۔ بزنس مین ہیں اور اپنے کاروبار کے سلسلے میں دوبئ آئے تھے اور ابو نے ان کو کہا کہ مجھ سے ملتے آئیں۔ میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھا اور فہیم کو کھانے پر invite کیا لیکن اس نے کہا کہ اس نے جلدی واپس جانا ہے۔ ڈیوٹی ٹائم کے بعد میشا نے مجھے بتایا کہ فہیم اسے دیکھنے یہاں آیا تھا اور میرے والدین مجھ سے اس کے رشتے کے بارے میں بار بار پوچھ رہے ہیں، تم کیا کہتے ہو......؟ میں نے کہا کہ کاروباری ہے، ساری زندگی سکھی رہوگی اور کم از کم فنانشل پرابلمز تو نہیں ہوں گی، اس لیے شادی کر لو اُس سے۔ میشا نے پوچھا کہ تم مذاق کر رہے ہو یا غصے سے کہہ رہے ہو۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا اور اٹھ کر آگیا۔ میں نے اس کو اپنی باجی کے فون کا بھی نہ بتایا۔ اگلے تین دن ہماری ملاقات نہ ہوئی، چوتھے دن جو ملاقات ہوئی وہ ہماری آخری ملاقات تھی۔ میشا انتہائی سنجیدہ تھی اور اس نے مجھ سے ایک بات پوچھی کہ کیا تمہارے پاس میرے لیے کہنے کو کچھ ہے؟ میں نے کہا نہیں!! وہ سخت غصے میں تھی، اس نے کہا کہ وہ فہیم سے شادی کرنے پرسوں لاہور جا رہی ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس نے یہاں جاب سے استعفیٰ دے دیا ہے اور اس نے مجھے یہ کہا کہ میں یہ چاہتی ہوں تم خود مجھے پرسوں دوبئ ایئرپورٹ پر چھوڑ کر آؤ۔ میں خاموش رہا، پرسوں بھی آگئی، اس کی فلائٹ ایک بجے دوپہر تھی۔ میں اس کے ہاسٹل گیا، وہ تیار تھی۔ میں نے اسے لیا اور ہم ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہوگئے۔ میرا چہرہ سپاٹ تھا اور وہ بھی کافی سنجیدہ تھی۔ راستے میں اس نے کچھ بات کرنا چاہی اور کہا کہ میں اپنی justification تو نہیں دے سکتی لیکن کیا تم سے پوچھ سکتی ہوں کہ تمہیں سانپ کیوں سونگھ گیا ہے۔ میں ابھی بھی "العین" واپس جا سکتی ہوں اگر تم کچھ منہ سے پھوٹو تو۔ میرے ہاتھ کانپ رہے تھے، آنکھوں میں آنسو تھے اور میں نے اسے صرف اتنا کہا کہ تم نے بالکل صحیح کیا ہے، تمہارے تعلق کے معاملے میں میں تم سے انصاف نہ کر سکا، مجھے معاف کر دینا۔ اسی دوران ایئرپورٹ آگیا اور اس نے وہ آخری فقرہ کہا کہ "ہمارے تمہارے درمیان اب کچھ نہیں رہ گیا سلیم، کہ ہم ایک دوسرے کو ملیں یا یاد کریں، اب تو شاید کوئی ری یونین ہی ہمیں دوبارہ ملا سکے"۔ آخری ملاقات میں اس نے یہ بھی کہا تھا کہ تمہاری نیچر کا مجھے پتہ ہے کہ تم میرا follow up نہیں کروگے۔ اس لیے میں تمہیں یہ نہیں کہہ کر جا رہی کہ میرے پیچھے مت آنا۔

ہاں تو میں ذکر کر رہا تھا کہ inaguration میٹنگ چل رہی تھی۔ شکیل لیلٰی چھایا ہوا تھا، نارتھ امریکہ والے سارے بڑے خوش تھے، رانا ظفر مجھے کہیں نظر نہیں آرہے تھے۔ ڈاکٹر مراد بھی سب سے پوچھ رہا تھا کہ کسی نے رانا صاحب کو دیکھا ہے؟ لگتا تھا کہ ہمارے خاصے ڈاکٹرز بالخصوص جو فورم پر mails میں active تھے بڑی سرگرمی سے رانا صاحب کو تلاش کر رہے تھے۔ شکیل لیلٰی مجھے دو دفعہ علیحدگی میں بلا کر لے گیا اور کہا کہ مجھے، ناصر گوندل اور ابوالحسن کو خطرہ ہے کہ رانا صاحب کوئی الٹا سیدھا دعویٰ ہی نہ کر دیں۔ یار ذرا خیال رکھنا آج کل جنوبی پنجاب انٹیلی جنس ایجنسیوں کی observation میں ہے، کوئی مذہبی انتہاپسندی کا مظاہرہ ہی نہ ہو جائے۔ میں نے یہ سارا ہنسی میں ٹال دیا اور کہا کہ امام العصر اور ظفر العادل تو اس نے پہلے ہی declare کیا ہوا ہے اور وہ کیا دعویٰ کرے گا؟ سارے پھر ہنس کر چپ ہوگئے اور رانا صاحب کا انتظار کرنے لگے تاکہ وہ حسب وعدہ بتا سکیں کہ وہ کیا ہیں؟ دل میں ڈر تو میں بھی رہا تھا کہ رانا صاحب شروع سے ہی ٹینشن ہیں، کوئی گل ہی نہ کھلا دیں۔ خیر بعد میں پتہ چلا کہ رانا صاحب امریکہ سے تشریف ہی نہیں لائے۔ یہ خبر سن کر میں نے پہلی دفعہ شکیل لیلٰی کے چہرے پر حقیقی خوشی دیکھی۔

میشا کافی دیر میری بیوی کے ساتھ بیٹھی رہی، فہیم سے میری بات ہوئی اور ہوں ہاں سے آگے نہ بڑھ سکی۔ میشا کے بچے پیارے تھے، بیٹی dito میشا کی کاپی تھی۔ میں نے اسے hint بھی کیا وہ مسکرائی اور میرے بیٹے دانش کی طرف

اشارہ کر کے کہا کہ "ذرا اس کا دھیان رکھنا، بچوں میں والدین کی روحوں کی محبت کے جراثیم transfer ہوتے ہیں"، بڑی گہری بات کی اس نے اور میں مسکرا دیا

رات کو بڑا پرتکلف ڈنر تھا، میشا نے بلیک ڈریس پہنا ہوا تھا، سارے دوستوں کی بیویاں خوش تھیں اور بچے بھی گھل مل گئے تھے، کارنر میٹنگز ہو رہی تھیں، میشا بھی مجھے نظر آئی، میری بیوی ڈاکٹر اے بی کی بیوی کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھی، میں میشا کے پاس آ گیا، وہ ذرا ہٹ کے اپنی بیٹی کو کچھ سمجھا رہی تھی۔ اس نے چھوٹتے ہی مجھے کہا کہ تمہاری بیوی بہت خوبصورت ہے اور اس نے خود کو کافی maintain بھی کیا ہوا ہے، اس لیے تم lucky ہو۔ میں نے اسے کہا کہ ماشااللہ کہو، کہیں تمہاری نظر ہی نہ لگ جائے۔ کہنے لگی چاہنے والوں کی نظر نہیں لگتی۔ اس نے کہا کہ میں فورم پر باقاعدگی سے تمہاری شاعری پڑھتی تھی، ایک نئی زندگی ملی مجھے جب سے تمہاری mails فورم پر آنا شروع ہوئیں۔ پھر تم نے جب ناصر گوندل اور عمران عطا کو یہ لکھا کہ تم ایک افسانہ لکھ رہے ہو اور تم نے نام بھی سارے صحیح استعمال کیے تو میں ذرا کھٹکی۔ میں نے سوچا کہ تمہیں مجھ سے پوچھنا چاہیے تھا، لیکن پھر میں نے یہ سوچا کہ تم نے شاید اس لیے فورم پر declare کیا کہ میں اگر پڑھوں گی تو تمہیں روکوں گی، اس لیے میں مطمئن ہو گئی۔ میں اب چاہتی ہوں کہ تم یہ سارا لکھو، فہیم کو میں نے بتا دیا تھا سب کچھ۔ کیا تم نے اپنی بیوی کو بتایا ہے......؟ میں نے کہا افسانہ تو وہ پڑھ رہی ہے، باقی پیچھے کیا رہ گیا ہے۔ اُسے کوئی اعتراض نہیں۔ اسے میری honesty میں کوئی شک نہیں۔ وہ کہتی ہے کہ تم لکھاری ہو اور تم میں لکھنے کا ٹیلنٹ ہے تو تم اسے استعمال کیا کرو۔ میں نے میشا سے پوچھا کہ تمہارا فہیم میری بیوی کو کل بھی کافی غور سے دیکھ رہا تھا اور آج بھی۔ Rather میری بیوی کہہ رہی تھی کہ گھور رہا ہے، تو اس نے کہا کہ ہاں وہ تمہاری غزل کے بقول کافی زیادہ "نظر کا شرک" کرتا ہے۔ تعلق میں اتنا honest نہیں، Ex-Pakistan کافی جاتا رہتا ہے، اپنے Business Trips پر۔ عورت ذات کے لیے اس کے دو point of views ہیں کہ بیوی گھر میں اپنے بچوں کو پالے اور پڑھائے اور میں باہر کیا کرتا ہوں اس کا نہ پوچھے۔ Drink بھی کرتا ہے، مجھے بس HIV سے ڈر لگتا رہتا ہے۔ مجھے یقین کی حد تک شک ہے کہ وہ extra-marital sex کرتا ہے، لیکن کرتا protected ہے۔ میں نے کافی دفعہ اس کے سفری بیگ میں viagra اور condoms دیکھے ہیں۔ یہ سب سن کر میں سناٹے میں آ گیا اور پوچھا کہ تم خوش لگ رہی ہو، تمہیں کوئی اعتراض نہیں اس بات پر؟ اس نے taunt کیا کہ میں نے پچھلی زندگی (یعنی ایامِ جہالت) میں ایک ایماندار آدمی کے ساتھ جُو کے دیکھ لیا تھا، پھر شادی اس دوسرے آدمی سے ہوئی تو میں نے سمجھوتا کر لیا کہ اس سے کوئی اور زیادہ برا بھی تو آ سکتا تھا۔ پھر اس نے کہا Otherwise فہیم caring ہے۔ sex اب ہماری ترجیحات میں نہیں رہا، میں اب menopause کو پہنچنے والی ہوں اور ماں بھی ہوں۔ ماں کا تقدس مجھے ہر وقت revive کرتا رہتا ہے۔ ہمارے شروع کے کچھ سال کافی اچھے گزرے، sex کے وقت میں تمہارا concept لے لیتی تھی، پھر میں بھی بور ہوتی گئی۔ اب تم سناؤ تمہاری relationship کیسی ہے؟ میں نے کہا کہ الحمدللہ I'm happily married۔ کوئی کمی نہیں ہے، conception میں تو خیر کوئی کسی کو روک نہیں سکتا۔ یورالوجسٹ ہونے کے ناطے میں sex کی پریکٹس بھی کرتا ہوں اور تم جانتی ہو کہ یہ پچانوے فیصد state of mind ہے۔ میں نے اپنی بیوی سے کبھی dishonesty نہیں کی اور سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے اپنی بیوی سے خوبصورت لڑکی آج تک کہیں نظر بھی نہیں آئی کہ میں کسی اور کی طرف مائل ہوں۔ میشا نے ہنس کر کہا کہ میرا تمہارے بارے میں اندازہ بالکل درست تھا کہ تم جس سے بھی شادی کرو گے اس کے ساتھ کتے کی طرح وفادار رہو گے۔ I'm really regretting۔ اس کے بعد وہ کافی دیر ہنستی رہی اور پھر ڈنر شروع ہو گیا۔

اگلے دن اکیڈمک سیشن تھا، families نے نہیں آنا تھا، میں صبح سویرے ہی کالج کینٹین کے اندر والے کمرے کی بائیں ٹیبل پر جا کر بیٹھ گیا جہاں میں اور میشا اکثر بیٹھا کرتے تھے اور گپ شپ کیا کرتے تھے۔ اردگرد کافی کچھ تبدیل ہو گیا تھا، کینٹین کا مالک کوئی اور تھا، لڑکے نئے تھے، فرنیچر بھی نیا تھا لیکن جگہ وہی پرانی تھی۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ میشا یہیں آئے گی، مجھے پتہ تھا کہ وہ بے چین روح ہے، وہ آج بھی ادھر ہی آئے گی اور حسبِ معمول دیر سے آئے گی ......اور کچھ دیر بعد وہ آ گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور کافی جذباتی لگ رہی تھی۔ تمہیں کیسے پتا کہ میں یہاں آؤں گی؟ آتے ہی اس نے پوچھا اور آج بھی اتنے سالوں بعد بھی تم مجھ سے پہلے ہی آئے ہو۔ میں نے کہا کہ تم نے کہا تو تھا کہ یہ کوئی روحوں کا چکر ہے، تو اب بھگتو۔ ہم کافی دیر وہاں بیٹھے رہے۔ آخر اس نے مجھ سے پوچھ ہی لیا کہ مجھ سچ سچ بتاؤ کہ تم نے مجھ سے شادی کیوں نہیں کی۔ تمہیں میری قسم میں نے کہا، میشا بات یہ ہے کہ تمہیں میری طبیعت کا پتہ ہے کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں تم سے ملتا تھا، تمہاری expectations مجھے پتہ تھیں، تم اکثر اپنے آنے والی زندگی کے بارے میں sketch کیا کرتی تھیں اور بتایا کرتی تھیں۔ میشا میں نے کئی بار اپنے آپ کو ناپا/تولا اور مجھے کبھی بھی نہیں لگا کہ میں تمہاری دنیاوی توقعات پر پورا اتر سکوں گا۔ مجھے تمہاری طبیعت بھی پتہ تھی کہ تم میں برداشت کا عنصر کم ہے اور تم react بھی فوراً اور بڑی شدت سے کرتی تھی۔ جب فہیم کا background تم نے بتایا تو مجھے ایسے لگا کہ یہ ہی وہ شخص ہے جو تمہارے سارے خواب اور ساری خواہشات پوری کر سکتا ہے۔ کیونکہ financially وہ ایک مضبوط خاندانی بیک گراؤنڈ سے تھا، تو میں نے فوراً فیصلہ کیا کہ میں پیچھے ہٹ جاؤں۔ میشا ہم تیرہ سال اکٹھے رہے، ایک دوسرے سے والہانہ پیار کیا اور ان کے اثرات اب تک محسوس کرتے ہیں، وہ ایک عمر تھی ایک وقت تھا ایک عہد تھا، وہ تم ہم گزار چکے تھے، اب عمر ڈھلنا بھی تھی، ڈھلتی عمر میں انسان security مانگتا ہے، protection دیکھتا ہے، تمہارے نظریات جو میں نے جانے تھے وہ میرے خیال میں میرے سب کچھ سے

match نہیں کرتے تھے۔اس لیے سمجھ لو کہ میں نے sacrifice کیا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ میری تم سے محبت ایک شیشے کی طرح crystal clear تھی اور میں اس میں کوئی تریڑ برداشت نہیں کرسکتا تھا۔

میشا نے یہ سارا کچھ تحمل سے سنا اور پھر کہا کہ ٹھیک ہے، آج کل کے دور میں financial security کی کافی اہمیت ہے اور تم نے مجھے مطمئن اور خوش دیکھنے کے لیے یہ سارا فیصلہ کیا اور اب تم یہ سمجھتے ہو کہ میں یہ سارا کچھ پا کر مطمئن ہوں؟ میں نے کہا ہاں میرا تو یہی خیال ہے۔تو پھر اب میں تمہارے پاس کیوں آئی ہوں؟ میشا نے کہا ٹھیک ہے، ہر دنیاوی آسائش میرے پاس ہے، لیکن میں نے کافی کچھ کھو بھی دیا ہے۔ایک ہوک سی اٹھتی ہے جب میں تمہارے ساتھ بیتایا ہوا وقت یاد کرتی ہوں۔ میں نے فہیم کو کبھی بھی own نہیں کیا اور جب مجھے پتہ چلا کہ وہ dishonest ہے اور اس کو مائنڈ بھی نہیں کرتا اور casual لیتا ہے تو میں اس سے مزید دور ہوتی گئی۔اب میں ایک امیر گھرانے کی بہو اور دو بچوں کی ماں ہوں۔ میں نے بچے بھی اس لیے مزید پیدا کرنے میں resist کیا کہ ایک بے وفا بندے کو کوئی حق حاصل نہیں کہ میں اس کے ساتھ نئی نسل میں مزید اپنا حصہ ڈالوں۔اس نے مزید کہا کہ اصولی طور پر اب میں آزاد ہوں کہ کچھ بھی کرسکتی ہوں۔فہیم مجھے کچھ نہیں کہہ سکتا، نہ اس میں اتنی جرأت ہے۔اب میں چاہتی ہوں کہ میں اس تڑپ، اس کسک کو دوبارہ زندہ کروں۔ میرے اندر کی عورت سسکیاں لے کر مر چکی ہے کافی عرصہ ہوا، سلیم! تم مجھے بتاؤ کہ کیا تم مجھے revive کرنے میں میری مدد کرسکتے ہو؟ اب میں اس پوزیشن میں ہوں کہ اپنا سب کچھ تمہیں سپرد کردوں۔

میں stun ہوگیا، میں بھی شادی شدہ تھا اور اس کی ساری بات سمجھ رہا تھا، جو وہ چاہ رہی تھی۔ وہ long term extra marital relationship چاہ رہی تھی کہ جس کی کوئی limit اور end نہ ہو۔ میں کافی دیر خاموش رہا، میرے ذہن میں اس وقت اس کے ساتھ گزاری ہوئی ساری لذتیں اور حسرتیں گڈمڈ کررہی تھیں، میں اسے پورا فتح نہیں کرسکا تھا، ایک لمحہ کے لیے میرے اوپر حیوانی جبلت نے غلبہ کیا اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔لیکن پھر اچانک میرے اندر کی سچائی غالب آئی اور میں نے مسکرا کر میشا سے کہا کہ ہم دونوں سے بنیادی غلطی یہ ہوئی تھی اگر ہم دونوں بہت شروع میں ہی سارے فاصلے مٹا دیتے تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔تمہیں میرا پتہ ہے میشا، تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں کتے کی طرح وفادار ہوں اور میں تمہاری توقعات پر پورا اتروں گا۔ میں اپنی بیوی سے بے وفائی نہیں کرسکتا کیونکہ وہ بے قصور ہے۔تمہارا شوہر قصوروار ہے، اس کا قصور معاف کردو، اللہ تعالیٰ کو معاف کرنا پسند ہے۔ یہ کیا تھوڑی نعمت ہے کہ ہم اس وقت یہاں بیٹھے پرانا وقت یاد کررہے ہیں۔ پتہ نہیں کتنی زندگی اور باقی ہے، محبت نام ہی جلنے کا ہے اور ایک دوسرے کی یاد میں تڑپنے کا ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ سلور جوبلی کے بعد ہمیں ملنا بھی نہیں چاہیے کہ کہیں ہمارے ملنے میں کوئی کمزور لمحہ آجائے اور شیطانی جبلت ہم پر غالب آجائے اور ہم وہ حد پار کرجائیں کہ جس کے پار نہ کرنے کی وجہ سے ہم دونوں ابھی تک ایک دوسرے کی نظر میں معتبر ہیں۔

میشا مسکرائی اور پھر ہم کافی دیر چہل قدمی کرتے رہے۔نشتر ٹاور پر گئے، لائبریری کے باہر کوریڈور میں گئے، تھرڈ میڈیکل یونٹ گئے جہاں ہماری پہلی تفصیلی ملاقات ہوئی تھی۔سردیوں میں دن جلدی ڈھل جاتا ہے، اتنی جلدی شام ہوئی کہ پتہ ہی نہ چلا۔اسی دوران دوپہر کو کلاس فیلوز کے فوٹوگراف میں مَیں اور میشا ساتھ ساتھ ٹھہرے۔ میشا کافی خوش تھی کہ یہ فوٹوگراف کافی یادگار ہوگا۔رات کو ایک اور ڈنر، اور ورائٹی پروگرام تھا، سب دوستوں سے خوب گپ شپ رہی، پرانی باتیں گزرے وقتوں کی حماقتیں، جگتیں کسی گئیں۔ میشا اس رات کافی دیر سے ڈنر میں آئی اور فہیم ساتھ نہیں تھا۔ میں نے وجہ پوچھی تو ٹال گئی۔

دوسرے دن آؤٹ ڈور ٹرپ کا پروگرام تھا، سارے دوست بسوں میں ہی اکٹھے بیوی بچوں کے ساتھ ملتان سے باہر ایک پارک میں گئے، میشا بھی اپنے بچوں کے ساتھ آئی تھی۔فہیم آج بھی نہیں تھا، میرے پوچھنے پر بتایا کہ وہ اسی طرح ہی کرتا ہے، Business Binding کا بہانہ بنا کر لاہور واپس چلا گیا ہے۔میری بیوی اسی دوران کافی بیگمات سے گھل مل گئی تھی۔ میں نے ایک بنچ پر میشا کو اکیلے بیٹھے دیکھا تو اس کے پاس آگیا۔وہ کافی اُداس لگ رہی تھی۔ میں نے کہا آج ہماری ری یونین کا آخری دن ہے۔تم کیا سوچ رہی ہو؟ وہ بولی کوئی خاص نہیں، میں اپنی بے اختیاری پر regret کررہی ہوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول پر غور کررہی ہوں کہ ''میں نے اپنے رب کو اپنے ارادوں کی ناکامی سے پہچانا''۔اچھا چھوڑو اب اس بات کو، یہ بتاؤ کہ تمہاری بیوی نے تو تمہیں کچھ نہیں کہا۔ میں نے کہا نہیں، وہ مجھ پر اعتماد کرتی ہے اور نارمل ہے۔اس نے کہا وہ دیکھو تم نے ان تین دنوں میں غور کیا کہ تمہارا بیٹا دانش میری بیٹی کومل کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ حالانکہ میں کومل کو جانتی ہوں کہ وہ کبھی لڑکوں کے ساتھ mix نہیں ہوتی۔ میں نے کہا دانش بھی بڑا shy رہا ہے لڑکیوں سے۔ میشا بولی کہ میں آج صبح سے ہی دیکھ رہی ہوں کہ یہ دونوں مسلسل اکٹھے کھیل رہے ہیں۔ اسی دوران وہ دونوں بھاگتے ہوئے ہمارے قریب آئے اور دانش کی سانس چڑھی ہوئی تھی اور اس نے مجھے کہا ''پاپا میں نے کومل سے پکی دوستی کرلی ہے اور میں نے اِسے کہا ہے کہ ہم اب اکثر تم سے ملنے لاہور آیا کریں گے، ہم جایا کریں گے نا پاپا......؟ میشا میری طرف دیکھ کر بڑے معنی خیز انداز میں مسکرا رہی تھی اور میں کافی دور کی سوچ رہا تھا اور میشا کی اس بات کو یاد کررہا تھا جو اس نے کہا تھا کہ ''اپنے بیٹے کو سنبھال کے رکھو کہ ہمارے بچوں کی روحوں میں محبت کے جراثیم منتقل ہوئے ہیں''۔ میں یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ کی روح پر لگے زخموں پر آپ کی اگلی نسلوں میں مرہم رکھی جائے؟ کیا واقعی یہ جو عشق محبت کا گھاؤ ہے؟ یہ آپ کی اگلی نسلوں میں birth mark کے طور پر ابھرتا ہے؟ کیا واقعی......؟؟؟؟؟

...........☆☆☆☆☆...........